نئی صدی کا پہلا سفر

گولوے جنوبی آئر لینڈ میں مشن ہاؤس کا افتتاح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ / مارچ ۱۹۸۹ء بمقام گولوے جنوبی آئر لینڈ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

آج کا جمعہ میں اور میرے دوسرے ساتھی جماعت آئر لینڈ کے ساتھ ایک قصبے گولوے میں ادا کر رہے ہیں۔ نئی صدی کے پہلے سال کا یہ میرا پہلا سفر ہے جو آئر لینڈ یعنی جنوبی آئر لینڈ کے لئے اختیار کیا گیا۔ اس سفر کی تقریب خصوصیت کے ساتھ اس لئے پیدا ہوئی کہ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پہلا مشن ہاؤس ایک بنی بنائی عمارت کی صورت میں خریدا گیا۔ جماعت کی خواہش تھی کہ اس مشن ہاؤس کا افتتاح میں خود باقاعدہ طور پر کرواؤں اور حسن اتفاق سے جن دنوں میں یہ صورت ممکن تھی یہ آئندہ جماعت کی دوسری صدی کے ابتدائی ایام تھے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اس صدی کا دوسرا خطبہ ہے جو میں اس نئی جماعت میں دے رہا ہوں۔

اس ملک کے حالات کے متعلق مختصراً میں دنیا بھر کی جماعتوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک کیتھولک ملک ہے جس کی بھاری اکثریت رومن کیتھولکس سے تعلق رکھتی ہے اور اس پہلو سے یہ عیسائیت میں بہت زیادہ سنجیدہ ہیں۔ اگرچہ دنیا میں ہر جگہ کیتھولکسزم میں مذہب کے ساتھ وہ گہری عقیدت اور دلچسپی باقی نہیں رہی لیکن وہ دنیا کے بعض علاقے جہاں مذہب کے ساتھ بہت گہری عقیدت اور وابستگی ہے اور انسانی معاملات میں مذہب کو ایک فوقیت حاصل ہے۔ آئر لینڈ انہی

علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔ بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ آئر لینڈ میں رومن کیتھولکس م اس سے زیادہ عقیدہ اور عمل کی صورت میں ملتا ہے جتنا ویٹیکن (Vatican) کے اردگرد کے علاقے میں صورت حال دکھائی دیتی ہے۔اس پہلو سے یہ ملک غیر معمولی طور پر مذہبی رجحان رکھتا ہے۔عموماً دنیا میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ کیتھولک لوگ اسلام سے زیادہ متنفر ہیں اور عیسائیت میں بہت زیادہ پختہ ہونے کی وجہ سے ان میں اسلام کے نفوذ کے کم امکانات ہیں۔ یہ خیال میری رائے میں درست نہیں کیونکہ مثلاً ہالینڈ میں جتنے بھی احمدی ہالینڈ کے ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے پہلے کیتھولکس تھے۔اسی طرح بعض دنیا کے دوسرے ممالک سے جو بیعتوں کی اطلاع ملتی ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کیتھولکس میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام قبول کرنے کے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر وہ کیتھولک علاقے جہاں مذہب کو اہمیت دی جاتی ہے ان میں چونکہ ابھی تک مذہب کے معاملات میں سنجیدگی موجود ہے اس لئے وہ غور کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔ باقی دنیا خصوصاً مغربی دنیا مذہب سے اتنا دور جا چکی ہے کہ ان کو مذہب میں بحیثیت مذہب کوئی دلچسپی نہیں اور اگر آپ کو دلچسپی ہی کوئی نہیں ہوگی اور غور ہی نہیں کریں گے تو مذہب تبدیل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دراصل ایسے لوگ کوئی مذہب بھی نہیں رکھتے اُن کو اگر دلچسپی ہے تو مادہ پرستی میں، اس دنیا کی لذتوں، اس دنیا کی نعمتوں میں ہے اور دنیا کی ترقیات میں ہے۔اس لئے آپ ان میں سے خواہ بہت سے اچھے اخلاق والے لوگ بھی پائیں ان کے اخلاق، اُن کی ذات اور معاشرے تک محدود رہتے ہیں اور ان کے اخلاق کے نتیجے میں ان کے اندر مذہبی نفوذ پانے کی کوئی راہ آپ کو نہیں ملتی۔ پس اس پہلو سے وہ علاقے جو مذہبی تعصب رکھتے ہیں یعنی صرف مذہب میں سنجیدہ ہی نہیں بلکہ مذہبی تعصب بھی رکھتے ہیں وہ بھی اسلام کے نقطۂ نگاہ سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ سوچ بچار تو ضرور کریں گے،غور وتدبر تو ضرور کریں گے۔

اس علاقے میں یعنی آئر لینڈ میں ایک اور خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ رومن کیتھولک ہونے کے باوجود اسلام سے نفرت نہیں ہے اور بالعموم اس قوم کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ اس پہلو سے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جماعت کو یہاں نفوذ اختیار کرنے میں دقتیں پیش آئیں گی اور سخت منافرت کا سامنا ہوگا یہ خیال بالکل غلط نکلا ہے۔جس علاقے میں ہم اس وقت یہ مشن بنا رہے

ہیں اور مضبوط کرنے کے لئے منصوبے بنا رہے ہیں اس علاقے کے لوگ بہت ہی خلیق اور انسانی اقدار سے مزیّن ہیں۔ با اخلاق لوگ ہیں اور ہمسایہ ہمسائے کا خیال رکھتا ہے۔ عام دنیا کی انسانی قدریں یورپ میں اس علاقے میں باقی ملکوں کے مقابل پر زیادہ دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح جو تجربہ مجھے صحافیوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا ہوا ہے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہاں کے صحافی بھی مخیّر ہیں اپنے دل کے لحاظ سے اور جو باتیں ان کو پسند آتی ہیں ان کو کھول کر دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس بات میں عار محسوس نہیں کرتے کہ ان کے عقیدے کے خلاف اگر کوئی شخص، کوئی ٹھوس دلیل پیش کرے تو اسے تسلیم کریں اور اسے دنیا کی نظر میں بھی لے کر آئیں۔

چنانچہ جو پہلا تعارفی مضمون میرے آنے پر یہاں ایک اخبار میں شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی کھلے دل کے ساتھ اور وسیع نظر کے ساتھ اس لکھنے والے نے جماعت احمدیہ کا مطالعہ کیا اور قطعاً کسی قسم کی کنجوسی سے کام نہیں لیا مضمون میں محض فراخ دلی کے ساتھ جماعت کی اچھی باتیں بیان کی گئیں اور خیر مقدم کیا گیا اور یہ وعدہ کیا گیا کہ اس سلسلے میں آئندہ بھی میں اور مضامین شائع کروں گا۔ اسی طرح اس سے پہلے ان سے بھی کل ملاقات ہو چکی ہے یعنی لکھنے والے سے، اس سے پہلے یہاں ڈبلن (Doblen) میں دو مختلف اخباروں کے صحافی تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو کے دوران بھی میں نے یہی اندازہ کیا کہ یہاں کے لوگ اچھے اور صاف دل ہیں اور دراصل مذہب میں جو چیز زیادہ کام آتی ہے وہ دل کی نیکی ہے اور سعادت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

ع جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

تو مجھے تو یہاں بہت ہی جوہر قابل دکھائی دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقے کے لوگوں کی فطرت نیک ہے اس لحاظ سے میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ چھوٹی سی جماعت جسے آج ہم یہاں دیکھتے ہیں بڑھنے اور نشو و نما پانے کی صلاحیت رکھتی ہے یعنی بیرونی لحاظ سے یہ صلاحیت موجود ہے۔ وہ سرزمین جہاں ہم احمدیت اور اسلام کا بیج بونا چاہتے ہیں وہ زمین باصلاحیت ہے۔ اب بیج باصلاحیت ہے یا نہیں یہ دوسرا پہلو ہے اور اس پہلو کی طرف میں اس جماعت کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

آپ میں نوجوان بھی ہیں، بڑی عمر کے بھی ہیں، عورتیں اور بچے بھی ہیں۔ ایک لمبے عرصے تک آپ لوگوں نے اس ملک میں اس طرح زندگی گزاری کہ ایک باقاعدہ نظام جماعت قائم نہیں تھا اور نظام جماعت کے وسیلے سے آپ تک جماعتی پیغامات نہیں پہنچتے رہے اور اولاد کی تربیت کے سلسلے میں بھی نظام جماعت نے کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ آپ کی مائیں اگر وہ دینی علم رکھتی تھیں انہوں نے حتی المقدور کوشش کی کہ اپنے بچوں کو دین کی راہ پہ قائم رکھیں اور دینی علوم سے آراستہ کریں لیکن یہ انفرادی کوششیں تھیں اور بالعموم یہاں کے نوجوان ایسے ماحول میں پرورش پاتے رہے ہیں جہاں وہ اعلیٰ اسلامی اقدار سے واقف نہیں ہیں اور بچے بھی جن سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہاں چونکہ مسلمان بہت کم ہیں اس لئے ماں باپ کو یہ اندازہ نہیں ہوسکتا کہ کن باتوں کا وہ اثر قبول کر چکے ہیں۔ یہ وہ خطرات ہیں جن کے پیش نظر مقامی جماعت کو انتظامی لحاظ سے بہت سی ایسی کوششیں کرنی ہوں گی کہ ہماری نوجوان نسلیں نہ صرف سنبھلیں بلکہ دین کے ساتھ ان کی ذاتی محبت پیدا ہو۔ ایک ذاتی لگاؤ پیدا ہو اور نہ صرف یہ کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں بلکہ اسلام کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک ولولہ ان کے دل میں پیدا ہو جائے۔ اندرونی طور پر مضبوطی ہی پیدا نہ ہو بلکہ بیرونی لحاظ سے بھی ان کے اندر مضبوطی اور پیش قدمی کی صلاحیتیں پیدا ہو جائیں۔ یہ اگر ہم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو جیسا کہ میں نے تمہیدی بیان میں بتایا ہے یہاں کی سرزمین میرے نزدیک صالح سرزمین ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ جو اچھا بیج اس زمین میں بویا جائے وہ نشوونما پائے۔

آئرلینڈ میں میرے علم میں ابھی تک کوئی مرد تو ایسا نہیں جس نے اسلام قبول کیا ہو لیکن بعض خواتین ایسی ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اگرچہ آغاز میں اس کا ذریعہ ان کی شادیاں بنیں لیکن محض اس لئے وہ مسلمان نہیں ہوئیں کہ کسی احمدی مسلمان سے ان کی شادی ہوئی تھی بلکہ پورے غور اور تدبر کے بعد لمبے عرصے تک اسلام کی چھان بین کے بعد پھر انہوں نے یہ قدم اٹھائے۔ ایسی دو خواتین کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ایک ماریشس میں ہیں اور ایک انگلستان میں تھیں اور اب مجھے معلوم نہیں وہیں ہیں یا کہیں اور چلی گئی ہیں لیکن خدا کے فضل سے دونوں کا دینی معیار نہایت بلند اور ایسا بلند تھا کہ میں اس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ اپنے بچوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی وہ نہایت اچھی مائیں بنی ہوئی تھیں اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ اچھی مائیں بنی رہیں گی۔ ان کی اولاد میں

بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلے کے ساتھ غیر معمولی اخلاق کے آثار نظر آتے تھے اور ایک خاتون جو ماریشس میں رہتی ہیں ان کا ایک بچہ تو واقف زندگی ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے بیلجیم کا مبلغ ہے اور بہت ہی غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا نوجوان ہے، نہایت مخلص، فدائی، دین کا عاشق، نمونے کے لحاظ سے ایک پکا اور خالص مسلمان۔ تو اس لئے میں جو اندازے لگا رہا ہوں یہاں کے جوہر قابل کے متعلق وہ اندازے محض نظری نہیں ہیں بلکہ ان نظری اندازوں کو تجربے نے تقویت بخشی ہے۔ پس اگر یہاں کی بعض خواتین اسلام قبول کرنے کے بعد جلد جلد تیزی کے ساتھ اسلامی اقدار میں ترقی کر سکتی ہیں تو یہاں کے مردوں میں بھی یقیناً یہ جوہر موجود ہوگا صرف رابطے کی ضرورت ہے اور اب میرے آنے کے نتیجے میں اخبارات میں جو احمدیت کے ذکر چلیں گے اور چل چکے ہیں ان سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم بعض دفعہ بعض کامیابیوں سے خوش ہو کر ان کامیابیوں کے مزے لینے لگ جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ کامیابیاں وقتی مزوں کی خاطر نہیں بلکہ اس خاطر خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے کہ ان کے سائے میں ہم آگے بڑھیں اور ان سے استفادہ کر کے مستقل طور پر ان علاقوں میں نیک اثرات قائم کریں۔ اب اگر میں یہاں دو تین دن کے بعد واپس چلا گیا جیسا کہ ارادہ ہے تو یعنی دو تین دن یہاں گزار کر واپس چلا جاؤں گا جیسا کہ ارادہ ہے تو یہ نہ ہو کہ میرے جانے کے بعد آپ کی چھوٹی سی جماعت اسی لطف میں گم سم رہے اور مگن رہے کہ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اتنا بڑا فضل فرمایا، اتنے تذکرے ہوئے، ایسے ایسے اچھے مضامین اخبار میں آئے، ایسے ایسے اچھے لوگوں سے ہمارے رابطے بڑھے اور یہ سمجھا کہ یہ فضل بس یہیں تک تھا۔ حالانکہ یہ فضل اس نوعیت کا فضل ہے جس کے نتیجے میں آپ کو آگے بڑھنے کی قوت عطا ہوئی ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ آپ کی بات سننے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اگر آپ نے میرے جانے کے بعد ان سے رابطہ نہ رکھا اور ان کی جو طلب کی پیاس بھڑکی ہے اسے آسمانی پانی مہیا کر کے سیراب کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ پیاس بھی زیادہ دیر باقی نہیں رہے گی۔ ان کی توجہات زندگی کے دوسرے پانیوں کی طرف منتقل ہو جائیں گی۔ پیاس کی نوعیتیں بھی بدل جائیں گی اور چند دن کے تذکرے کہانیاں بن کر آپ کی تاریخ میں باقی رہ جائیں گے اور کوئی ٹھوس فائدہ جماعت کو نہیں پہنچے گا۔ اس لئے یہ وقت ہے کہ فوری طور پر یہاں کی جماعت تیاری کرے اور وسیع پیمانے پر ان لوگوں

سے رابطے قائم کرنے کی سکیمیں بنائی جائیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں ہم غیر اسلامی دنیا سے رابطہ پیدا کرنے کی جو سکیمیں بنا چکے ہیں، جو ارادے باندھ چکے ہیں، جو تیاریاں مکمل کر چکے ہیں ان سے یہاں بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔ انگلستان میں وسیع پیمانے پر ایسا لٹریچر شائع ہو چکا ہے جس کو تمام انگلستان کے مختلف حصوں میں نئے نئے لوگوں تک پہنچایا جائے گا تا کہ احمدیت میں اور اسلام میں دلچسپی کی نئی راہیں کھلیں۔ اس لٹریچر سے بہت حد تک یہاں بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے آئرش زبان اتنے وسیع پیمانے پر یہاں نہیں بولی جاتی جتنا انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔ اگر چہ تلفظ میں فرق ہے لیکن بنیادی طور پر زبان وہی ہے اور تحریری زبان کے لحاظ سے قطعاً کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح یہ علاقہ جہاں ہم نے مشن قائم کیا ہے اگر چہ یہ آئرش زبان بولنے والا علاقہ کہلاتا ہے لیکن یہاں بھی ہر فرد کو ہر بڑے چھوٹے کو انگریزی پر پورا عبور حاصل ہے۔ صرف تلفظ میں فرق ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ سمجھنے میں دقت پیدا ہوتی ہے تو ان لوگوں تک انگریزی لٹریچر کا پہنچانا یہ کوئی ایسا کام نہیں جس کے لئے آپ کو کوئی تیاری کرنی پڑے۔ یعنی لٹریچر شائع کرنے کی تیاری کرنی پڑے۔ لٹریچر کثرت سے موجود ہے، خصوصیت کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے پروگرام کے تابع قرآن کریم کے چیدہ چیدہ اقتباسات انگریزی ترجمے کے ساتھ کثرت سے شائع کئے جا رہے ہیں۔ احادیث نبویہ کے چیدہ چیدہ اقتباسات کثرت کے ساتھ جس طرح دوسری زبانوں میں شائع کئے جا رہے ہیں انگریزی زبان میں بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات اسی طرح انگریزی زبان میں بکثرت شائع کئے جا رہے ہیں۔ ابھی دو تین دن کی بات ہے ایک دوست نے مجھے خط میں یہ مطلع کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں پڑھ کر اپنے بعض دوسرے دوستوں کو سنا رہا تھا جو انگریزی دان تھے تو ایک شخص تو وجد میں جھومنے لگ گیا۔ اس نے کہا ایسا پاکیزہ، ایسا اعلیٰ، ایسا سچائی پر مبنی، سچائی میں گوندھا ہوا کلام ہے کہ سیدھا میرے دل میں اُترتا چلا جا رہا ہے اور وہ کلام سوائے قرآن اور حدیث کے کسی اور چیز پر مبنی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ کلیۃً قرآن اور حدیث کے مضمون پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی وہ تفاصیل دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے جس کی اس زمانے کو

ضرورت ہے۔ پس وہ سب تیاریاں مکمل ہیں جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ ایسا لٹریچر بھی موجود ہے جو غیر معمولی طور پر وسعت کے ساتھ نئے زمانوں کے مسائل کو حل کرنے والا ہے۔ بڑی بڑی علمی کتابیں انگریزی زبان میں موجود ہیں، تفاسیر موجود ہیں۔ اس لئے کام تو بہت کرنے والے ہیں اور کام کرنے کے لئے اوزار بھی مہیا ہیں، ہتھیار بھی دستیاب ہیں۔

صرف آپ لوگوں کو اپنی ہمت جوان کرنے کی ضرورت ہے، عزم بلند کرنے کی ضرورت ہے، نیک ارادے باندھنے کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت دعاؤں کی مدد کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدگی سے پوری ہو سکتی ہے۔ ایک چسکے کی بات ہے۔ تبلیغ کے معاملے میں تو آغاز ہے جس میں انسان بہت دفعہ تردد محسوس کرتا ہے لیکن ایک دفعہ جب آغاز ہو جائے تو پھر تو ایسا چسکا پڑ جاتا ہے کہ تبلیغ کرنے والا پھر اس سے باز نہیں رہ سکتا۔ ابھی تین دن ہوئے ہیں ایک احمدی خاتون انگلستان کی رہنے والی ہیں جو وہاں لندن ملاقات کے لئے اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ تشریف لائی تھی تو اوپر میری اہلیہ سے ملنے بھی گئیں۔ ان سے باتوں باتوں میں انہوں نے پوچھا آپ کس طرح وقت گزارتی ہیں، کیا کرتی رہتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ پہلے جب تبلیغ نہیں کیا کرتی تھی اس وقت تو یہ سوال ہو سکتا تھا اور واقعہ ہی یہ مسئلہ بھی تھا کہ کیسے وقت گزارا جائے لیکن جب سے یہ تبلیغ کی تحریک چلی ہے اور دعوت الی اللہ کے پروگرام چلے ہیں اس وقت سے تو مجھے ایسا مشغلہ مل گیا ہے کہ نہ مجھے بعض دفعہ خاوند کی ہوش رہتی ہے نہ بچوں کی ہوش رہتی ہے۔ اتنا مزہ ہے اس کام میں انہوں نے بتایا کہ مجھے تو لت لگ گئی ہے تبلیغ کی اور اللہ کے فضل سے اس کے نیک نتائج بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگ جن کو اسلام کے متعلق کچھ بھی علم نہیں تھا اب گہری دلچسپی لینے لگ گئے ہیں۔ تو آغاز کی بات ہے۔ آغاز آپ کر دیں اور انجام خدا تعالیٰ کے سپرد کریں اور واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں ایک نیک قدم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دس قدم اٹھانے کی توفیق بخشتا ہے۔ جو چل کر آگے بڑھتے ہیں ان کو دوڑنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جو دوڑ کر جاتے ہیں ان کی رفتاروں میں نئی تیزیاں عطا کرتا ہے۔ زمین پر چلنے والوں کو آسمانی پروازوں کی قوت بخشتا ہے۔ تو نیکی کے کام میں آگے بڑھنا خدا ہی کے سپرد ہوا کرتا ہے لیکن پہلا قدم اٹھانا اور نیک ارادے کے ساتھ آگے قدم بڑھانا یہ انسان کا فرض ہے۔

آپ کی جماعت ہر چند کہ بہت چھوٹی ہے۔ ایک صحافی نے مجھ سے سوال کیا یہاں آپ کی

جماعت کی کتنی تعداد ہے؟ تو میں نے اس کو بتایا کہ اس سے زیادہ ہیں جتنے حضرت مسیح اپنے علاقے سے الگ ہونے سے پہلے اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔یعنی وہ بارہ تھے جن میں سے دو مرتد ہو گئے۔وقتی طور پر ہی سہی لیکن مرتد ضرور ہوئے تھے اور دس مخلصین باقی رہ گئے تھے۔میں نے کہا یہاں اس وقت جماعت کی تعداد آغاز کے وقت سولہ ہے۔تو وہ جو تأثر پیدا ہونا تھا تھوڑا ہونے کا وہ تو پیدا نہیں ہوا لیکن ان کے چہرے پر میں نے ایک بشاشت دیکھی اور انہوں نے اس جواب کو پسند کیا کہ ہاں آپ کے ارادے مضبوط اور بلند نظر آتے ہیں اور یہ تھوڑی سی تعداد عقلاً جو صلاحیت رکھ سکتی ہے یہ دنیا میں عظیم انقلاب برپا کرے گی۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہاں کی جماعت صد سالہ جوبلی کے پروگراموں سے استفادہ کرتے ہوئے اور اس خصوصی سال سے اور اس سال کے پروگراموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ کام شروع کر دے گی جو آج سے دسیوں سال پہلے تک یہاں رہنے کے باوجود وہ نہیں کر سکی۔تو اس افتتاح کو جو آج میں کر رہا ہوں اسے رسمی افتتاح نہ رہنے دیں بلکہ ایک ٹھوس اور حقیقی افتتاح بنا دیں اور ایسا ہو کہ جب میں اور میرے ساتھی دوبارہ یہاں آپ کے پاس حاضر ہوں تو مقامی طور پر ہمیں یہاں مخلصین جماعت ایسے دکھائی دیں جو آئر لینڈ کے حقیقی باشندے ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ اپنی قوم میں پھر احمدیت اور اسلام کے پیغامبر بن جائیں۔

اس ضمن میں باقی دنیا کی جماعتوں سے بھی میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ سال جس کا آغاز ۲۳ / مارچ کو ہوا ہے یعنی ہماری احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا سال یہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔۲۳ / مارچ کے جشن یا چند دن کے جشن دراصل ایسے جشن نہیں ہیں جن کو منا کر، خوش ہو کر پیچھے چھوڑ دیا جائے بلکہ یہ ایسے جشن ہیں جن کا گہرا اثر آئندہ صدی پر پڑنا ہے اور ان کا سایہ اگلی پوری صدی پر محیط ہو جانا ہے اور یہ ہیں بھی چند دن کے جشن نہیں بلکہ پورے سال کے جشن ہیں۔اس لئے یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ۲۳ / مارچ اور اس کے ارد گرد قرب کے چند ایام ہی جشن کے ایام تھے۔ہمارا سارا کام تو اس سال پر آگے پھیلا پڑا ہے۔بے حد کام ہیں جو جماعت کو اس جشن منانے کے سلسلے میں پورے کرنے ہیں۔مثلاً لٹریچر جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سو اٹھارہ یا کم وبیش، ایک سو سترہ یا ایک سو انیس اتنی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔قرآن کریم کے

تراجم تو ایک سو سے زائد زبانوں میں تمام دنیا تک پہنچا دیئے گئے ہیں۔ احادیث کے تراجم جن کو قرآن کریم کے بعد دوسری اہمیت دی گئی وہ بھی ایک بڑی تعداد میں پہنچائے گئے ہیں لیکن بہت سا کام ابھی ہونا باقی ہے۔ یعنی تراجم مکمل ہو چکے ہیں، بعض پریس میں جا چکے ہیں، بعض پہ نظر ثانی ہو رہی ہے لیکن پروگرام یہی ہے کہ انشاء اللہ آئندہ دو تین ماہ کے اندر تمام قرآن کریم کے تراجم اور تمام احادیث کے تراجم جماعتوں تک پہنچ چکے ہوں گے اور اسی طرح تیسرے درجے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے تراجم ہیں وہ اہمیت کے لحاظ سے چونکہ ان کو تیسرے درجے پر رکھا تھا اس لئے ان میں کچھ تاخیر ہوگئی ہے لیکن ان کے متعلق بھی مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس سال کے پہلے چھ مہینے کے اندر مکمل ہو کر ساری دنیا کی جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہوں گے۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام تو یہ ہے کہ ہم مختلف کتب کے میلوں میں ان کی نمائش کریں اور اس کے لئے مختلف علاقوں میں مختلف لائبریریوں میں یا کتب کے میلوں میں جگہیں باقاعدہ ریزرو کروائی جا چکی ہیں اور جماعت اس نمائش میں حصہ لینے کی تیاری کر رہی ہے۔ ایک ہے مستقل نمائش یعنی جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق دی ہے وہاں بڑے ہال تعمیر کر کے یا بڑی بڑی عمارتیں سال بھر کے لئے کرائے پر لے کر ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سارے لٹریچر کی نمائش کا انتظام ہے جو اس صدی کے پہلے سال میں ہمیں کرنی مقصود ہے اور یہ نمائش بھی انشاء اللہ تعالیٰ جہاں جہاں ہوگی اس کے بڑے نیک اثرات مرتب ہوں گے لیکن کام صرف یہیں تک ختم نہیں ہوگا۔ کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا گیا ہے جسے تقسیم کروانا ہے۔ تقسیم کروانے کا کام اس ایک سال کے اندر مکمل ہونا ہے اور یہ کام معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑا کام ہے اور بڑی حکمت کے ساتھ کرنے والا ہے۔ اس ضمن میں پہلے بھی میں خطبات میں جماعت کو متوجہ کرتا رہا ہوں لیکن آج چونکہ وقت تھوڑا ہے اور بھی باتیں کرنے والی تھیں لیکن میں صرف اس حصے کو ہی لے سکوں گا کیونکہ ہمارے بعد کے کچھ اور پروگرام ہیں باقی انشاء اللہ بعد میں بیان کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ جو لٹریچر تقسیم کرنے والا حصہ ہے اس کو جماعتیں دو طرح سے کر سکتی ہیں یا تو ڈاک کے ذریعے بھجوا دیں اور یا رابطے قائم کر کے خود لٹریچر پیش کریں۔ جہاں تک ڈاک کے ذریعے بھجوانے کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت تیزی کے ساتھ تھوڑے وقت میں آپ ایک ذمہ داری ادا کر سکیں گے لیکن کچھ پتا نہیں کہ وہ خط جن تک پہنچیں گے،

وہ کتابیں اور رسائل جن تک پہنچیں گے وہ ان میں کس حد تک دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں؟ پڑھتے بھی ہیں یا نہیں یا اٹھا کر ردّی میں پھینک دیتے ہیں۔ اس لئے ڈاک کے ذریعے جہاں ایک فائدہ ہے وہاں یہ بہت بھاری نقصان بھی ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آئے گی آپ کو اس لٹریچر کا کیا بنا لیکن اگر محنت کریں جماعتیں اور تقسیم کار کریں۔ نوجوانوں کو بھی شامل کریں، بوڑھوں کو بھی شامل کریں، بچوں کو بھی شامل کریں اور ترتیب کے ساتھ ایسا پروگرام بنائیں کہ علاقہ علاقہ اس لٹریچر کو ذاتی طور پر پیش کرنے کا پروگرام بنایا جائے۔ اس سلسلے میں کچھ دقتیں ہیں مثلاً تعارف کا نہ ہونا۔ بعض جگہ جماعتیں بہت چھوٹی ہیں علاقے بہت وسیع ہیں کس طرح ان تک پہنچا جائے؟ تو اس مشکل کا حل سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جتنی بڑے مشکل ہو اتنا ہی زیادہ حکمت اور تفصیل کے ساتھ منصوبہ بنایا جائے۔ منصوبہ بنانے میں جو آپ وقت خرچ کرتے ہیں اتنا ہی تعمیل سے خرچ بچاتے ہیں۔ یہ بنیادی اصول ہے کہ جتنا محنت اور تفصیل کے ساتھ آپ منصوبہ بنائیں گے، جتنا اس پر معنی خیز وقت خرچ کریں گے اتنا ہی تعمیل کے وقت آپ کا وقت بچے گا۔ مثلاً وہ لوگ جو اچھے انجینئر ہیں وہ عمارت بنانے سے پہلے اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں اور اسے سیاہ وسفید میں عداد وشمار میں اُتار کر ایک ایسا وسیع منصوبہ بنا لیتے ہیں کہ کام کرنے والوں کو کسی مرحلے پر بھی دشواری پیش نہیں آتی یا یہ سوال ان کے سامنے نہیں اُٹھتے کہ اس اینٹ کو یوں رکھنا ہے کہ یوں رکھنا ہے، کس رنگ کی اینٹ استعمال کرنی ہے، کس قسم کا سیمنٹ لگانا ہے اور کہاں پانی کی نالیاں رکھنی ہیں، کہاں بجلی کے لئے سوراخ رکھنے ہیں، کس قسم کی تاریں استعمال کرنی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تمام تفصیلات ایک منصوبے کی شکل میں وہ طے کر لی جاتی ہیں اور انجینئرز کو اس پر بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ کئی کئی سال تک بعض عمارتوں کے منصوبے بنتے ہیں اور وہ عمارتیں چھ مہینے کے اندر اندر کھڑی ہو جاتی ہیں اور نوک پلک درست ہوتی ہے کوئی خامی نہیں نظر آتی، ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ تو جہاں کام میں دقتیں ہوں وہاں منصوبہ بندی ضروری ہے اور یہ منصوبہ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ ایسا نہیں ہے جو مرکز سے بنا کر مختلف جماعتوں کو بھجوایا جائے کیونکہ یہ منصوبہ ایسا ہے جس کا ہر جماعت میں تیار ہونا ضروری ہے۔ آپ قریب سے لوگوں کو دیکھ رہے ہیں، آپ قریب سے مسائل پر نگاہ ڈال رہے ہیں۔ آپ کو اپنی کمزوریاں اس سے زیادہ معلوم ہیں جتنا مرکز کے علم میں ہیں۔ اسی طرح آپ کو اپنی طاقتیں بھی زیادہ معلوم ہیں جتنا مرکز

کے علم میں ہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی طاقتیں ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے وسیع تعلقات ہوتے ہیں۔ ایسے دماغ عطا ہوتے ہیں ان کو جن کے اندر خدا تعالیٰ کے فضل سے جو ہر قابل موجود ہوتا ہے لیکن بعض جماعتیں تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود اندرونی کمزوریاں رکھتی ہیں۔ اس لئے یہ منصوبہ ایسا منصوبہ نہیں ہے جسے مرکز بنا بنا کر جماعتوں کو بھجوائے۔ اپنے حالات کے مطابق، سوسائٹی کے ردّ عمل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور وہ ذرائع سوچتے ہوئے جو بہترین رنگ میں کسی سوسائٹی میں قبولیت اختیار کر سکیں گے آپ اپنے منصوبے کو مقامی طور پر بنائیں۔ پس آئرلینڈ میں بھی یہ منصوبہ اسی طرح بنانا چاہئے جس طرح باقی ملکوں میں بنایا جائے گا اور چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں بھی جو دنیا کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ لفظ دور دراز تو ہم اس نسبت سے استعمال کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں کے مقابل پر دور دراز ہیں ورنہ جس ملک میں آپ بیٹھیں گے وہاں سے دوسرے ممالک دور دراز دکھائی دیں گے۔ تو ان معنوں میں دور دراز سے مراد میری یہ ہے مثلاً فجی میں پسیفک آئی لینڈ (Pecific Island) میں یا سلومن آئیس لینڈ میں کری باس، میں یا (Papaya Newguniea) پاپایا نیوگنی میں یا جنوبی امریکہ کے بعض ممالک میں، برازیل میں، سپین میں ایسے ممالک میں جہاں نسبتاً جماعتیں تھوڑی ہیں میں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ ان سب ممالک میں گہرے منصوبے کے ذریعے اپنی عددی کمزوری کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور مقصود یہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ ہم نے سوسائٹی کے ہر حصے میں نفوذ کرنا ہے۔ طالبعلموں میں بھی نفوذ کرنا ہے، دانشوروں میں بھی نفوذ کرنا ہے، اخبار نویسوں میں بھی نفوذ کرنا ہے، وکلاء میں بھی نفوذ کرنا ہے، تاجروں میں بھی نفوذ کرنا ہے، سیاستدانوں میں بھی نفوذ کرنا ہے، زمینداروں میں بھی نفوذ کرنا ہے، صنعت کاروں میں بھی نفوذ کرنا ہے، لیبر میں بھی نفوذ کرنا ہے اور مالکان میں بھی نفوذ کرنا ہے۔ تو جتنے بھی یہ انسانی طبقات آپ کو دکھائی دیتے ہیں ان سب تک اس سال میں ہم نے آئندہ صدی کے لئے بیج بو دینے ہیں۔ یہ اہمیت ہے اس سال کو۔ اس لئے جتنے زیادہ سے زیادہ طبقات اور زمینیں آپ پیش نظر رکھیں گے اور جتنا حکمت کے ساتھ وہاں اسلام کا بیج بوئیں گے اتنا ہی زیادہ پھل اگلی صدی میں پیدا ہوگا۔

پس کچھ کام تو ایسے ہیں جو گزشتہ ایک سو سال میں اُبھر کر ہمارے سامنے آئے، کچھ ایسے

منصوبے ہیں جن کی بنیادیں گزشتہ ایک سو سال میں ہمارے لئے ہم سے پہلے بزرگوں نے رکھیں۔ ان پر جو عمارتیں تعمیر ہوئیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان عمارتوں کو مزید بلند کرنا ہمارا کام ہے لیکن کچھ ایسے کام بھی ہیں جن کا آغاز ہوا ہے اس صدی کے لئے، کچھ ایسی بنیادیں بھی ہیں جن کو جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے نئی جگہوں پر اور نئے منصوبوں کے تحت رکھا ہے۔ان پر تمام کی تمام عمارت تعمیر ہونے کا کام ابھی باقی ہے۔ پس یہ سال بہت ہی اہمیت کا سال ہے جہاں پرانی بنیادوں پر استوار عمارتوں کو بلند کرنا اور نئی بنیادوں کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنا اور ان پر نئی عمارتیں بنانا اور نئی عمارتوں کا آغاز کرنا ہمارا کام ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ دنیا بھر کی جماعتیں اس پروگرام کو بڑی لگن اور ذاتی تعلق اور جذبے کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں گی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر ملک کا کام اب یہ رہ گیا ہے کہ اپنے ملک میں وہ تمام سوسائٹی میں نفوذ کرے اور آئندہ صدی کے لئے اسلام میں دلچسپی کے ایسے دروازے کھول دے جن کے رستے پھر جوق در جوق قومیں اسلام میں داخل ہونا شروع ہوں۔

ایک وقت کی نسبت سے چونکہ اب میرے پاس وقت کم ہے اس لئے آئندہ جو بات کہنی چاہتا تھا وہ انشاء اللہ خدا توفیق دے گا تو اگلے کسی جمعہ میں بیان کروں گا ابھی اس مضمون کے کچھ حصے باقی ہیں۔ بہر حال میں یہاں آنے پر بہت خوش ہوں، یہاں کی جماعت چھوٹی ہے لیکن آثار یہ دکھائی دیتے ہیں کہ ان میں نفوذ پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور جوہر قابل جماعت کے اندر بھی موجود ہیں۔پس **بلدة طيبة و رب غفور** کا منظر ہمیں یہاں دکھائی دینا چاہئے۔لوگ اچھے ہیں، آپ لوگ اچھے ہیں، جن لوگوں تک پیغام پہنچانا ہے وہ نیک فطرت ہیں اور **بلدة طيبه** ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو **بلدة طيبه** ہو یعنی ایک شہر طیب شہر ہو، اچھے لوگوں پر مشتمل ہو تو ہمیشہ رب اس شہر پر غفور ہو جایا کرتا ہے۔ایسے شہر کے لئے غضب ناک خدا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ایسے شہر کے لئے طبعی نتیجہ یہ ہے کہ رب غفور نیک دل لوگوں کے لئے ہمیشہ رب غفور ہی ظاہر ہوتا ہے۔پس خدا کرے کہ اس علاقے کے لئے رب غفور اپنے جلوے دکھائے ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے اور جن خوبیوں سے اس نے ہمیں نوازا ہے انہیں اور چمکائے اور علاقے میں کثرت کے ساتھ اسلام کے پھیلانے کے سامان پیدا فرمائے۔آمین